زندگی و موت صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب کبھی ایک عظیم الشان تبدیلی رونما ہوئی تو وہ اُن غیر معمولی لوگوں کے ہاتھوں وقوع پزیر ہوئی جنہوں نے غیر معمولی خطرات کا سامنا کیا اور وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے اپنی جانیں تک داؤ پر لگانے کے لیے تیار تھے۔ جہاں تک اسلامی اُمت کا تعلق ہے، تو اس کی پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلام کا غیر معمولی اور بے مثال پھیلاؤ اُن بہت سے مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا جنہوں نے میدانِ جنگ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

اسلامی افواج جس چیز سے جذبہ و تحریک حاصل کرتی تھیں وہ اس بات کا قطعی یقین تھا کہ زندگی اور موت کا فیصلہ صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس یقین و ایمان نے انہیں اپنے سے کئی گنا بڑی افواج اور طاقتوں کو زیر کرنے کا حوصلہ فراہم کیا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اس کی موت کا معین وقت نہ آجائے۔

اور وہ شہادت کی موت کے اس قدر شائق تھے کہ خالد بن ولیدؓ، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب دیا، جب بستر مرگ پر تھے تو انہوں نے انتہائی افسوس کے ساتھ کہا، **لقد شهدت مئة زحف أو زهاءها، وما في جسدي موضع شبر إلا وفيه ضربة بسيف أو رمية بسهم أو طعنة برمح، وها أنا ذا أموت على فراشي، حتف أنفي، كما يموت البعير فلا نامت أعين الجبناء**"میں نے شہادت کی آرزو میں اتنی جنگیں لڑی ہیں کہ میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو تیر یا تلوار کی وجہ سے نشان زدہ اور زخمی نہ ہوا ہو۔ اور اب میں یہاں پڑا، بوڑھے اونٹ کی طرح اپنے بستر پر مر رہا ہوں۔ بزدلوں کو کبھی چین نصیب نہ ہو!"۔

آج کے اس بحرانی دور میں بہترین موت کی خواہش رکھنا بہت ضروری ہے، جب ہمارے دشمن پیش قدمی کر رہے ہیں اور امت کے حقوق ان جابر حکمرانوں کے ہاتھوں پامال ہو رہے ہیں جو ہمارے دشمنوں کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ وہ فوجی افسران جو نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے منصوبے کے لیے نُصرۃ فراہم کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے لازم ہے کہ وہ بہترین موت کی خواہش دل میں بسائے رکھیں اور اس کے لیے دعا کریں، کہ ان کا نصرۃ کی فراہمی کا عمل تاریخ کے دھارے کو اسلام کے حق میں تبدیل کر دے گا۔ صرف ایسی شاندار موت کی خواہش ہی مسلم افواج کے افسران کو اس وقت خطرہ مول لینے کے قابل بنائے گی جب وہ کفر کی حکمرانی کے خاتمے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے لیے حرکت میں آئیں گے۔ ایسے افسران کو حضرت سعدؓ بن معاذ کی موت کو یاد کرنا چاہیے جنہوں نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کو نُصرۃ فراہم کی تھی۔ جب سعدؓ کا انتقال ہوا اور ان کی والدہ شدتِ غم سے رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا، **«ليرقأ (لينقطع) دمعك، ويذهب حزنك، فإن ابنك أول من ضحك الله له واهتز له العرش»** "آپ کے آنسو خشک ہو جائیں گے اور غم ہلکا ہو جائے گا، اگر آپ یہ جان لیں کہ آپ کا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ مسکرائے اور ان کا عرش خوشی سے جھوم گیا" (الطبرانی)۔

خلافت کی دعوت کے علمبرداروں اور آج کے انصاروں کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فیصلہ کن طور پر آگے بڑھنا ہے، کیونکہ ان کے پاس اللہ کا قطعی علم پہنچ چکا ہے کہ کوئی موت کو التواء میں نہیں ڈال سکتا اور نہ ہی موت سے فرار ممکن ہے۔ پس وہ جابر کو اکھاڑ پھینکنے کے فرض کی ادائیگی سے دور نہیں بھاگتے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿**قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ**﴾ "کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آکر رہے گی" (الجمعہ:8)۔ وہ دین کو ایک ریاست و اتھارٹی کی صورت میں قائم کرنے کی ذمہ داری سے نہیں بھاگتے کہ اس طرح ان کی زندگی طویل ہو جائے گی کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿**فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ**﴾ "جب وہ (موت کا وقت) آجاتا ہے تو وہ اس میں نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی جلدی" (اعراف:34)۔ اور وہ کوئی بہانہ تراش کر اللہ کے دین کے قیام کی ذمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹتے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿**أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ**﴾ "تم کہیں بھی ہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ تم بڑے بڑے محلوں کے اندر رہو" (النساء:78)۔